

۲۵ فروری ۱۹۹۲ء

کبھی اقبال خیزاں جاری تھی کہ ملک کی آزادی کے جگہوں میں تمام خاندان منتشر و خاندان برباد اور سب علمی قافلے سست و سہ راہ ہو گئے، سدا ہے نام لکھنؤ کا۔ (باقی آئندہ)

دینے رہے۔ شیخ حامد اپنے فضل و کمال کے علاوہ ایک اور وجہ سے بھی ہیں عزیز ہیں اور صرف اس وجہ سے بھی ہندی ملت اسلام کے ایک قابل و فخر فرزند تسلیم کیے جاتے ہیں، حق تعالیٰ نے ان کو اس غیر معمولی شرف و مواہ سے نوازا کہ ان کی دختر بی بی ارادت جن کے نیک اختر ہونے میں شگفتہ بہرہ بھی رشک و شہ نہیں ہے، آخری دور میں ملت اسلام کے امام اور آخری فرزند جلیل حضرت شاہ ولی اللہ کے عقد میں آئیں اور ان کے بطن سے فخر ہندوستان نادر روزگار فرزند نولد ہوئے، جن کا وجود باوجود اور ان کی علمی دینی، اصلاحی خدمات کا تذکرہ ہندی ملت اسلام کے چہرے کا فائدہ اور بعد کی تمام نسلوں کے لیے وجہ تار مشن و افتخار اور لائق صد تقلید و عمل ہے میری مراد حضرت شاہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر اور حضرت محمد اسماعیل شہید کے والد ماجد شاہ عبدالغنی سے ہے سو فی پت ان چاروں کی نانہال فقیہ ہیں سے وہ شجرہ طیبہ پھوٹا تھا جس کی شاخیں تمام امم میں برگ بار لاری ہیں۔ بی بی ارادت کے فرزند ان کے بیٹے تھے ہی، ملت اسلام کے وہ جگر گوشے بھی تھے، جن پر ملت کو حق ہے کہ ناز فرمائے، بہر حال سو فی پت کے قافلہ علم و کمال کے ساتھ رفاقت کی تاریخ طویل ہے آٹھویں صدی ہجری کی مشہور شخصیت سید محمود بکا و وفات ۷۵۰ھ کا بھی اسی خاندان اور بستی سے تعلق ہے، سلسلہ چشتیہ کے مشائخ ہیں شیخ شعیب سو فی پت و وفات ۷۵۰ھ اسی خاندان کے گل تر تھے بعد کی صدیوں میں علم و کمال کے اور بھی متعدد شہسوار پیدا ہوئے جن کی روداد طویل ہے، اس تذکرہ کو حضرت شاہ عبدالعزیز کے متاثر شاگرد اور شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر کے ہم سبق محمد قمر الدین منت سو فی پت کے تذکرہ پر ختم کیا جا رہا ہے، میر قمر الدین بھی اسی خاندان کا علم و عمل سے تعلق رکھتے تھے، شاہ عبدالعزیز کی نہایت مفید گراں مایہ کتاب عجالہ نافعہ میر قمر الدین کے لیے ہی لکھی گئی تھی میر قمر الدین کی طویل عمر پندرہ سو و وفات ہوئی۔

بعد میں یہ روایت بھی رواں دواں

سو فی پت کا مردم خیز علاقہ ایک تقریب کا خطبہ استقبالیہ

(دوسری قسط) مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

ہے کہ ہم اس داستان کہن کو نازہ کرتے رہیں۔

هو المساك ما كورته بتوضع
شاہ ولی اللہ کے والد بزرگوار
شاہ عبدالرحیم کے پردادا شیخ احمد بن محمود بن قاضی قاذن کی پرورش اور تعلیم و تربیت سب اسی سو فی پت میں ہوئی، سید ناصر الدین کی اولاد میں شاہ عبدالغنی بن شیخ عبدالغنی پیر کے بزرگ اور ممتاز اہل درس و افتادہ تھے، شیخ عبدالغنی اس مرتبہ و مقام کے شخص تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے ان کے فضل اور کمال دہلیشی کی تحریف فرمائی ہے حضرت مجدد کے والد ماجد محمد دوم عبدالاحد مدتوں تک شیخ عبدالغنی کی زیارت و ملاقات کے متمنی رہے بالآخر جب ایک مرتبہ شیخ عبدالغنی مرید سے گذرے تو محمد دوم عبدالاحد کی مراد برآئی، انھوں نے اگر شیخ عبدالغنی سے ملاقات کی اور استفادہ کیا شیخ عبدالغنی نے تسلیم میں وفات پائی۔

شیخ احمد بن محمود نے شیخ عبدالغنی سے کسب کمال کیا اور ایک عمر ان کی خدمت میں بسر فرمائی، بعد میں شیخ عبدالغنی کی دختر شیخ احمد سے منسوب ہوئیں، یہ سلسلہ تو نہیں لیکن اہم سلسلہ تھا جس نے دونوں خاندانوں کے تعلقات کو مستحکم و استوار کیا، اس وقت سے جب تک خاندان ولی اللہی کے افراد، مرد و خواتین موجود رہے، ان کے خاندان ناصر الدین میں نکاح و ازدواج کے تعلقات ہوتے رہے، شاہ ولی اللہ کے چچا شیخ ابوالرضا محمد کی دختر شیخ محمد حامد سو فی پت کے نکاح میں آئیں، شیخ حامد اسی خاندان کے ذی علم فرد، اور درسیات میں شاہ عبدالرحیم کے رفیق و ہم سبق تھے، شیخ حامد کے فضل و کمال کا عالم یہ تھا کہ ان کو اہلنگ زیب عالمگیر نے ملک کے متاثر اور منتخب علماء کی اس جماعت میں شمار فرمایا جو فتادی عالمگیری کی تربیت و ترویج کی پروردگار تھی، شیخ حامد عرصہ تک یہ خدمت انجام

سید ناصر الدین کا صحیح سندفات جو آخر عہد مغلیہ میں معروف تھا، ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۱۹ء ہے، پسند آنا دہلی کے ممتاز مؤرخ مرزا سنگین بیگ نے میل النائل میں نقل کیا ہے، سنگین بیگ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابو محمد امام زمانہ کے اعداد ۸۸۰ھ سے ان کا سند وفات نکلتا ہے، لیکن ڈپٹی منظور احمد بھی کی رائے یہ ہے کہ سید ناصر الدین، رائے پتھورہ کے عہد میں تشریف لائے اور اسی وقت شہید کیے گئے، دونوں صورتوں میں اس نواح کے مسلمانوں پر ان کی قدامت و اولیت ظاہر ہے، حضرت ناصر الدین کا مزار ہندوستان میں مسلمانوں کے ابتدا و عہد حکومت سے زیارت گاہ رہا ہے، علاء الدین خلجی کا بیٹا خضر خاں جس کو گواہی کے قلعہ میں قید کیا گیا تھا سو فی پت سے واپسی پر اس وقت گرفتار کیا گیا تھا جب وہ حضرت ناصر الدین کے مزار پر فاتحہ خوانی کر کے پیدل دہلی آ رہا تھا، بعد کے بادشاہوں میں بھی اس کا احترام رہا ہے، جہاں گیر اور شاہ جہاں نے اس کے لیے زمینیں وقف کیں۔

حق تعالیٰ نے امام ناصر الدین کے اولاد کو بھی اپنے فضل خاص سے نوازا، اس خاندان میں صدیوں تک علماء و صلحا پیدا ہوتے رہے، اصحاب تذکرہ و اصلاح ارباب رشد و ہدایت، اہل فضل و کمال مدرسین و مصنفین کا ایک سلسلہ تھا جو تقریباً تیرہویں صدی ہجری کے اختتام تک اسی طرح جاری رہا۔ یہاں اس خاندان کی تاریخ بیان کرنی مقصود نہیں لیکن احسان فراموشی ہوگی اگر ان لوگوں کا اجمالی تذکرہ بھی نہ کیا جائے جو نہ صرف اس خط میں تعلیم و تربیت کے نقیبان ہیں رہے ہیں، بلکہ ان کے حلقہائے درس و تربیت سے ایسے صاحب کمال افراد پیدا ہوئے، جن کے اثرات بہت دور دور تک پہنچے، اور عالم کا عالم ان کے فیوض و برکات سے منور و مستنیر ہوا، اور جو نگر سو فی پت کا، اور اولاد سید ناصر الدین کا، خاندان حضرت شاہ ولی اللہ سے خاص رابطہ رہا ہے اس لیے بھی ضروری